مولانا عابد مجید مدنی

تعمیر پاکستان نفاذ اسلام ہی سے ممکن ہے

اسلام کا لفظ جو کہ پانچ حروف کا مرکب ہے کی بنیادی غرض و غایت اسلام کے پانچوں اساسی ارکان نماز روزہ حج زکوۃ پر عمل کرنا اور کلمہ توحید کے ذریعے خدائے ذوالجلال کی وحدانیت اور یکتائیت کا اقرار و تصدیق کرنا ہے۔ یہ ارکان خمسہ اسلام کی بنیاد ہیں۔ انہی میں پاکستان کی تعمیر و ترقی ہے۔ آج سے پچاس برس قبل ہم نے اگر قربانیاں دیں' بچے یتیم کروائے' بیٹیوں کی عزتیں لٹوائیں' اپنی جائیدادیں اور سب اثاثے چھوڑے تو صرف اس لئے کہ اس ارض پاک میں اہل اسلام یہاں اسلامی زندگی گزاریں۔ یہاں اوباشوں' بدمعاشوں اور بدقماشوں کے لئے کوئی گنجائش نہ ہو۔ یہاں سے قتل و غارت' بدامنی' بدسکونی' بے اطمینانی' بے رحمی' ناانصافی اور دوسری بیماریوں کا خاتمہ ہو اور قتل و غارت گری اور چوری ڈاکوں کا مجرمانہ ماحول نیست و نابود ہو۔ برائی کے خاتمے کا واحد حل صرف اور صرف اسلام اور شرعی حدود و قیود کی تنفیذ ہے۔

نفاذ اسلام سے پاکستان اپنی اصل اساس کو پالے گا

پاکستان کے حصول کا مقصد تو یہ تھا کہ یہاں قاتل سے قصاص لیا جائے' چور کے ہاتھ کاٹے جائیں' تہمت لگانے پر حد قذف لگے' زانی کو سنگسار کیا جائے۔ عدالتیں شریعت کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں' یہاں عزت و احترام کا معیار جائیداد' زمیندار' چوہدراہٹ اور سرداری نہ ہو بلکہ اس کا معیار تقویٰ و طہارت اور پرہیز کاری ہو۔ لوگ ایک دوسرے کے بارے میں مخلص اور نیک نیت ہوں۔ آپس میں رواداری کا معاملہ کریں۔ مذہبی نفرتوں' علاقائی کدورتوں' صوبائی تعصبات وغیرہ سے بالاتر ہو کر آپس میں بھائی چارے اور اخوت' محبت' پیار' الفت اور حسن سلوک کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ گذشتہ پچاس سالوں اور پانچ دہائیوں میں پاکستان کے تاسیسی مقاصد حاصل نہ کئے جا سکے بلکہ باہمی اختلافات اور سیاسی عزائم اور غلط مقاصد کی وجہ سے یہاں کے رہنے والے ایک محدود طبقے نے ملک کے ایک بازو کو الگ کرا دیا جو بہر صورت تاسیسی مقاصد پر عمل پیرا نہ ہونے کا نتیجہ تھا۔

گذشتہ پچاس دہائیوں میں تین مواقع ایسے آئے کہ جن میں تنفیذ اسلام کے عمل کو علماء کی طرف سے کوشش ہوئی لیکن بدقسمتی سے ان تینوں مواقع کو ضائع کر لیا گیا۔ بعض علماء نے اپنے مفاد کی خاطر ان ادوار میں پیش کئے جانے والے شرعی بلوں کو رد کیا اور ان کی مخالفت میں پیش پیش رہے۔ اسی آڑ میں ارکان اسمبلی نے بھی ان بلوں کی مخالفت کی جس کے نتیجے میں پاکستان آج تک اپنے نظریاتی مقاصد حاصل نہ کر پایا اور یہاں کے بسنے والے لوگ بے اطمینانی و بے سکونی کی زندگی گزارتے رہے۔

اسلام اور پاکستان ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

موجودہ ایام میں بھی برسراقتدار حکومت نے پاکستان کے اساسی مقصد کو پانے کے لئے کتاب و سنت کو بطور سپریم لاء بنانے کا اعلان کیا۔ اس اعلان کے ہوتے ہی دینی طبقوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پسماندہ عوام کے چہرے چمک اٹھے' مزدور طبقہ نے تنفیذ اسلام کا مژدہ سن کر سکھ کا سانس لیا کہ اب معاشی ناانصافیوں سے نجات ملے گی۔ علماء نے منبر و محراب سے اس کے حق میں راہیں ہموار کرنا شروع کر دیں۔ اخبارات نے اس حوالے سے کالم شائع کئے۔ حکومتی پارٹی کی اکثریت نے اس بل کی تائید کی۔ وفاقی و صوبائی وزراء عوام سے رابطہ کے لئے نکل پڑے۔

بعض لوگ شریعت بل کی صرف اس لئے مخالفت کر رہے ہیں کہ اس میں وزیر اعظم کے اپنے مفادات ہیں اور وہ لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا یہ اعتراض بے جا اور نامناسب ہے چونکہ دل اور نیت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ویسے ذات الہیہ جیسے چاہتی ہے دلوں کو پھیرتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے کسی انسان کی نیت پر حملہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انسانوں سے معاملات ان کے ظاہری کردار و افعال کی بناء پر ہوتے ہیں۔

صرف نفاذ اسلام کے ذریعے سے ہی موجودہ ابتری کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

میاں صاحب اگر منافقت اور بدنیتی سے کام لیں گے تو کم از کم انہیں اپنے سے پہلے حکمرانوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے بلکہ اپنے پہلے دور اقتدار سے عبرت پکڑنی چاہئے کہ انہوں نے شریعت بل کی تائید کی تو وہ حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اب بھی ایسے ہو سکتا ہے کہ ان کی بدنیتی (اگر ہے) کی سزا انہیں مل جائے۔ اللہ کرے کہ وہ اپنے اعلان میں مخلص ہوں۔ ایک دوسرے زاویے سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر میاں صاحب نے طوعاً و کرھاً نفاذ اسلام کے لئے کتاب و سنت کو بطور سپریم لاء بنانے کا اعلان کر ہی دیا ہے تو اب عوام کو ایسا کرنا چاہئے کہ وہ انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر دیں۔

لوگوں کو یہ بات ذہن میں بٹھا لینی چاہئے کہ

اگر پاکستان میں کتاب و سنت کا نفاذ ہو جائے تو اللہ کے فضل سے یہاں کے حالات بدل جائیں گے۔ لوگ امن و سکون کا سانس لیں گے۔ چوری چکاری اور قتل و غارت نیست و نابود ہوگی۔ عدالتیں انصاف پر مبنی فیصلے کریں گی۔ حاکم رعایا کے سامنے جوابدہ ہوگا۔ معاشرے میں نیکی عام ہوگی۔ بدی سے معاشرہ پاک ہوگا۔ یتیموں' مسکینوں' بیواؤں' غریبوں' بے روزگاروں' بوڑھوں اور ناداروں کو بیت المال سے وظائف جاری ہوں گے۔ انہیں در در کی ٹھوکریں نہیں کھانا پڑیں گی۔ وہ بھیک مانگنے کے محتاج نہیں رہیں گے۔ بڑے عزت و احترام کے ساتھ وہ اپنے حقوق پائیں گے۔ انسان تو کیا جانوروں تک کو اسلام کے رحمت بھرے حقوق میسر ہوں گے۔

اسلام کی برکتوں اور رب تعالیٰ کی رحمتوں سے انشاء اللہ غربت کا خاتمہ ہوگا۔ صاحب ثروت اپنے صدقات و خیرات لے کر مستحقین کے دروازوں پر پہنچیں گے۔ نہ صرف مسلمانوں کے حقوق ادا ہوں گے بلکہ غیر مسلموں کا بھی خیال رکھا جائے گا۔

اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ پاکستان کے تمام اسلام پسند طبقے نفاذ شریعت کے کام میں حکومت کا ساتھ دیں۔ ان کے لئے آسانیاں پیدا کریں اور اپنا ہر ممکن تعاون غیر مشروط طور پر پیش کریں۔ چند مفادات کے لئے شریعت کی مخالفت کرنے والے عناصر سے اپنا تعلق ختم کریں۔ بالخصوص علماء و سیاست دانوں کے بہکاوے میں نہیں آنا چاہئے۔

بقیہ امیر المومنین کی بیوی

ہے۔ وہاں پت وادیاں بھی اس کے فیض سے محروم نہیں رہتیں۔ جب کسی قوم کے اقبال اور عروج کا دور ہوتا ہے تو پھر اس میں میر جعفر اور میر صادق جیسے افراد نہیں پیدا ہوتے بلکہ ان میں ہر شخص خالدؓ' ابو عبیدہؓ جیسا پیدا ہوتا ہے اور سب کے سب ایک ہی رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ جس مملکت میں امیرالمومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز جیسا حکمران ہو اس کے بیت المال کا امین بھی کوئی بددیانت اور خوشامد خواہ نہیں ہو سکتا چنانچہ امیر المومنین کے رقعہ کا جواب خزانچی کی طرف جلدی ہی موصول ہو گیا۔ اس نے کیا جواب دیا۔ ذرا کان کھول کر سنیں۔ ارباب اقتدار اور اپنی زندگیوں اور اعمال کا احتساب کریں۔

خزانچی لکھتا ہے:

تعمیل حکم سے انکار نہیں لیکن کیا امیر المومنین کے پاس اس بات کی کوئی ضمانت ہے کہ وہ اس ماہ کے پورے ہونے تک زندہ رہیں گے اور ملت کی خدمات بجا لا کر پورا ماہ گزرنے کے بعد اپنے وظیفہ کے مستحق ہو جائیں گے؟ اگر اس امر کی کوئی ضمانت نہیں تو پھر پیشگی وظیفہ کس طرح بیت المال سے دیا جا سکتا ہے۔

امیر المومنین نے جواب پڑھا اور فرمایا:

بارک اللہ! فاطمہ بیت المال کی خزانچی نے سچ لکھا ہے۔ اس نے مجھے ایک بڑی بھاری غلطی سے بچا لیا ورنہ میں کہیں کا نہ رہتا۔

اس کے بعد فاطمہ نے کون فاطمہ؟ امیر المومنین کی بیوی' خلیفہ وقت اور صاحب تخت و تاج کی ملکہ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے بچوں کے پرانے کپڑے دھوئے اور پہنا دیئے۔

[illegible]

واتل علیهم نبا ابنی آدم بالحق ...
[illegible]

ترجمہ: اور ذرا انہیں آدم کے دو بیٹوں کا قصہ بھی بے کم و کاست سنا دو۔ جب ان دونوں نے قربانی کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول کی گئی اور دوسرے کی قبول نہیں کی گئی۔ اس نے کہا میں تجھے قتل کر ڈالوں گا۔ اس نے کہا کہ اللہ تو پرہیزگاروں کا نذرانہ قبول کرتا ہے' اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

(المائدہ ۲۷-۲۸)

اس طرح خیر اور شر کے درمیان لڑائی کا آغاز ہوا۔ جس میں ہابیل نے خیر کا اور قابیل نے شر کا کردار ادا کیا۔ جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تو نوع انسانی روئے زمین پر پہلے جرم سے آشنا ہوئی۔

اس طرح روئے زمین پر پہلا قتل کا جرم عورت کے سبب سے وقوع پذیر ہوا۔ یہ تو ایک ظاہری سبب ہے۔

حقیقت میں معاملہ یہ ہے کہ اللہ عزیز و علیم کی ہی ایک تدبیر تھی' جس نے ہر ایک چیز کی تخلیق احسن انداز میں کی۔ اللہ رب العزت نے عالم بشریت کے لئے ایک نقشہ ترتیب دے دیا اور اس کے دو راستے وضع کر دیئے۔ جیسا کہ میاں بیوی کے لئے خیر اور شر کا راستہ پیدا کیا خیر اور شر کے درمیان کش مکش جاری رہے گی یہاں تک کہ ہم میں سے ہر مرد اور عورت کے دل کی یہ کیفیت پائی جاتی ہے۔

یہ ام البشر حواء کی شخصیت ہے اور یہ اس کی زندگی ہے' یاد رہے کہ عورت کی زندگی مرد سے کوئی زیادہ مختلف نہیں ہوتی' یہ تقریباً ہر حال میں اس سے ملتی جلتی ہے کیونکہ اس کی تخلیق مرد کی پسلی سے ہوئی ہے۔